سوال: میں اٹلی میں رہتا ہوں۔ میرے کچھ اہم سوالات ہیں۔ میں میکڈونلڈز میں کام کرتا ہوں، اس لیے ظہر کے وقت میں وہاں کا کھانا کھاتا ہوں، جس میں برگر، شوارما وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ برگر میں جو گوشت استعمال ہوتا ہے وہ مرغی کا ہوتا ہے۔ میں بڑا گوشت (بیف) اس لیے نہیں کھاتا کیونکہ مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ حلال ہے یا حرام، اس لیے میں زیادہ تر مرغی کے گوشت ہی کو استعمال کرتا ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ

1. ایسے برگر وغیرہ کھانے کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ جو مرغی کا گوشت استعمال ہوتا ہے، اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں کہ اسے کس نے ذبح کیا ہے۔ البتہ یہ بتایا جاتا ہے کہ مرغیوں کو مشین کے ذریعے ذبح کیا جاتا ہے۔
2. ایسی جگہوں پر کام کرنا کیسا ہے جہاں خنزیر کا گوشت فروخت کیا جاتا ہو یا خنزیر کو کاٹا جاتا ہو؟ یا ایسے باغ میں کام کرنا جس کے بارے میں مجھے معلوم ہو کہ اس کے پھلوں سے شراب تیار کی جاتی ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسی جگہ کام کرنا میرے لیے جائز ہے؟

جواب: الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین اما بعد:

1 سب سے پہلے جانوروں کے گوشت سے متعلق اصول یہ ہے کہ ہر گوشت حرام تصور کیا جائے گا، جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ کسی حلال جانور کا گوشت ہے اور اسے شرعی ضابطے کے مطابق ذبح کیا گیا ہے۔ یعنی ذبح کے وقت اللہ تعالی کا نام لیا گیا ہو اور جانور کی گردن کی تین یا چار رگیں کسی تیز دھار آلے کے ذریعے کاٹی گئی ہوں۔

آپ کے سوال کا ترتیب وار جواب یہ ہے۔

1. غیر مسلم کا ذبیحہ:

(۱) اگر ذبح کرنے والا ملحد ہو، یعنی نہ وہ مسلمان ہو اور نہ اہلِ کتاب (یہودی یا عیسائی)، تو اس کا ذبیحہ بالاتفاق حرام ہے۔ (۲) اگر ذبح کرنے والا اہلِ کتاب (یہودی یا عیسائی) ہو، اپنے مذہب پر ایمان رکھتا ہو اور شرعی طریقے کے مطابق ذبح کرے، تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس کا ذبیحہ حلال ہے۔ (۳) اگر ذبح کرنے والا مسلمان ہو اور شرعی طریقے کے مطابق ذبح کرے، تو اس کا ذبیحہ حلال ہوگا۔

ان تینوں صورتوں کی روشنی میں تحقیق کریں کہ جس ہوٹل میں آپ کام کرتے ہیں وہاں گوشت شرعی طریقے کے مطابق ذبح کیا جاتا ہے یا نہیں۔ اگر ذبح شرعی طریقے سے کیا جاتا ہو تو وہاں کا کھانا کھانا جائز ہوگا، بصورتِ دیگر اس سے اجتناب کرنا ضروری ہوگا۔

مشینی ذبیحہ کا شرعی حکم

مشینی ذبح میں اسٹننگ کا عمل کیا جاتا ہے (اور اسٹننگ یہ ہے کہ جانور کے سر پر بجلی کا کرنٹ لگایا جاتا ہے یا ہتھوڑے سے ضرب لگائی جاتی ہے جس سے وہ ذبح سے پہلے بے ہوش ہو جاتا ہے۔) یہ عمل دو بنیادی وجوہات کی بنا پر ناجائز اور مکروہ ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ ذبح سے پہلے جانور کو بلا ضرورت تکلیف دینا شریعت میں جائز نہیں، اور اسٹننگ میں جانور کو ذہنی و جسمانی اذیت پہنچائی جاتی ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ بعض اوقات اس عمل کی شد

سے جانور ذبح سے پہلے ہی مر جاتا ہے، جیسے مرغیوں میں عموماً دیکھا گیا ہے۔ اگر جانور ذبح سے پہلے مر جائے یا مرنے کا غالب گمان ہو تو وہ "موقوذہ" یعنی ضرب سے مرنے والے جانور کے زمرے میں آتا ہے، جو کہ حرام ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ

ترجمہ: تم پر حرام کر دیا گیا ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور وہ جو بغیر دھاری دار چیز (کی چوٹ) سے مارا جائے اور جو بلندی سے گر کر مرا ہو اور جو کسی جانور کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور وہ جسے کسی درندے نے کھالیا ہو۔

اس کے علاوہ مشینی ذبیحہ میں تسمیہ کا مسئلہ بھی موجود ہے، بسم اللہ جو کہ ذبح کے وقت ایک واجب عمل ہے، یا تو سرے سے چھوٹ جاتی ہے، یا نامکمل رہتی ہے، یا پھر ایسے طریقے سے ادا کی جاتی ہے جو شرعی اعتبار سے معتبر نہیں۔ لہٰذا مروجہ مشینی ذبحہ جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی مسلمان یا اہلِ کتاب ذابح مشین کے ساتھ کھڑا ہو اور ہر بار مرغی یا جانور کو ذبح کرتے وقت اس پر بسم اللہ پڑھتا ہو، تو اس صورت میں ذبیحہ کے جائز ہونے کی گنجائش موجود ہے۔

ایسی جگہ پر کام کرنا جہاں خنزیر کا گوشت فروخت کیا جاتا ہو یا ایسے باغ میں کام کرنا جس کے پھلوں سے شراب بنائی جاتی ہو۔

- خنزیر کے گوشت سے متعلق کام کا حکم یہ ہے کہ جو شخص خنزیر کو کاٹنے، پیک کرنے، بیچنے یا ڈیلیوری کرنے کا کام کرتا ہو (یعنی براہ راست اس کا تعلق خنزیر کے گوشت سے ہو) تو ایسے شخص کا یہ کام اور اس سے حاصل ہونے والی اجرت دونوں ناجائز اور حرام ہیں، کیونکہ یہ حرام چیز کی تیاری اور فروخت میں براہِ راست معاونت ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی بڑے اسٹور میں ایسے شعبے میں کام کرتا ہو جس کا خنزیر سے کوئی براہِ راست تعلق نہ ہو، جیسے سیکیورٹی یا صفائی وغیرہ، تو اس کی ملازمت ناجائز نہیں، تاہم تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی جگہ سے بھی حتی الامکان اجتناب کیا جائے۔
- اسی طرح جس باغ کے پھلوں کا طے شدہ مقصد شراب کی تیاری ہو، اس میں کاشت، نگہداشت، پھل توڑنے یا فروخت میں شامل ہونا بھی ناجائز ہے، کیونکہ جب مقصد ہی حرام ہو تو اس کی تکمیل میں حصہ ڈالنا بھی حرام کام میں براہِ راست معاونت شمار ہوتی ہے اور ایسی کمائی بھی حلال نہیں۔

نوٹ: عام اشیائے خورد و نوش کے بارے میں یہ اصول ملحوظ رکھا جائے کہ اگر کسی چیز کے اجزاء (Ingredients) میں کوئی حرام یا نجس چیز شامل نہ ہو، اور کسی معتبر و مستند ادارے کی طرف سے اس پر حلال سرٹیفکیشن (Halal Certification) بھی موجود ہو، تو ایسی اشیاء کا استعمال شرعاً جائز ہو گا۔

واللہ اعلم

حوالہ جات:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ. (الانعام: ۱۲۱/۶)

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ط وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ص وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ. (سورۃ المائدۃ: ۵/۵)

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورۃ المائدۃ: ۲/۵)

" حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ (سورۃ المائدۃ: ۳/۵)"

وقوله تعالى(وتعاونوا على البر والتقوى) يقتضي ظاهره إيجاب التعاون على كل ما كان تعالى لأن البر هو طاعات الله وقوله تعالى(ولا تعاونوا على الإثم والعدوان) نهي عن معاونة غيرنا على معاصي الله تعالى."(سورة المائدة،الآية:3 ،ج:3، ص:296، ط:دار إحياء التراث العربي)

اَنَّ قَوْمًا قَالُوا لِلنَّبِیّ اِنَّ قَوْمًا يَاْتُونَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِی اَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَقَالَ سَمُّوا عَلَيْهِ اَنْتُمْ وَكُلُوهُ قَالَتْ وَكَانُوا حَدِيثِی عَهْدٍ بِالْكُفْرِ. (بخاری، الصحیح، 5: 2097، رقم: 5188)

" عن أنس بن مالك قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الخمر عشرة: عاصرها، ومعتصرها، وشاربها، وحاملها، والمحمولة إليه، وساقيها، وبائعها، وآكل ثمنها، والمشتري لها، والمشتراة له." (أبواب البيوع، باب النهي عن أن يتخذ الخمر،2 / 580، ط: دار الغرب الإسلامي)

"رجل اشترى من التاجر شيئاً، هل يلزمه السؤال أنه حلال أم حرام؟ قالوا: ينظر إن كان في بلد وزمان كان الغالب فيه هو الحلال في أسواقهم ليس على المشتري أن يسأل أنه حلال أم حرام، ويبنى الحكم على الظاهر، وإن كان الغالب هو الحرام أو كان البائع رجلاً يبيع الحلال والحرام يحتاط ويسأل أنه حلال أم حرام".(الفتاوى الهندية (3/ 210)

وُجِدَتْ شَاةٌ مَذْبُوحَةٌ بِبَلَدٍ فِيهِ مَنْ تَحِل ذَبِيحَتُهُ وَمَنْ لاَ تَحِل ذَبِيحَتُهُ وَوَقَعَ الشَّكُّ فِي ذَابِحِهَا لاَ تَحِل إِلاَّ إِذَا غَلَبَ عَلَى أَهْل الْبَلَدِ مَنْ تَحِل ذَبِيحَتُهُمْ (الموسوعة الفقهية الكويتية(وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكو)..الأجزاء 24 - 38 : الطبعة الأولى ، مطابع دار الصفوة – مصر:جلد199/26)

علق عليه ابن عابدینؒ "(قوله مقصود من العين) أي في الشرع ونظر العقلاء، بخلاف ما سيذكره فإنه وإن كان مقصودا للمستأجر لكنه لا نفع فيه وليس من المقاصد الشرعية، وشمل ما يقصد ولو لغيره لما سيأتي عن البحر من جواز استئجار الأرض مقيلا ومراحا، فإن مقصوده الاستئجار للزراعة مثلا، ويذكر ذلك حيلة للزومها إذا لم يمكن زرعها تأمل". الدر المختار و حاشية ابن عابدين، ط: دار الفكر 6)/(4)

کتبہ: **مفتی ناصر سیماب**
رفیق دارالافتاء مرکز تعلیم و تحقیق اسلام آباد

مفتی وصی الرحمٰن
رفیق دارالافتاء مرکز تعلیم و تحقیق اسلام آباد

دار الافتاء مرکز تعلیم و تحقیق

ڈاکٹر حافظ حبیب الرحمٰن
رئیس دارالافتاء مرکز تعلیم و تحقیق اسلام آباد